وارثانِ علوم نبوت

کی خدمت میں چند تجاویز

تحریر: پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی اردو تلخیص: محمد طیب معاذ

قارئین کرام! محترم پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی صاحب مسلک اہل حدیث کے معروف علمی و دینی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف (جن کی تعداد دو درجن سے زائد ہے) علمی و تحقیقی حلقوں میں متداول ہیں۔ باری تعالیٰ نے ان کو تحریر و انشاء کی خصوصی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ نے گذشتہ دنوں طلبائے جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی کو حصول علم میں مفید طلب تجاویز و آراء سے مطلع ف[illegible] کے خطاب سے قبل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کے سینئر استاذ فضیلۃ الشیخ ابوعبدالمجید محمد حسین حفظہ اللہ نے معز[illegible]مان کی حیات و خدمات بالخصوص تصنیفات و تالیفات کا تعارف پیش کیا اور جامعہ میں تشریف لانے پر ان کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کیا۔ ذیل میں ان کے عالمانہ درس کا ملخص اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (م۔ط۔م)

الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله! عزیز طلباء کرام و محترم اساتذہ عظام! میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سراپہ تشکر و امتنان ہوں کہ جس نے اپنی بے پایاں رحمتوں کے طفیل مجھے وارثان علوم نبوت سے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ آپ لوگ طلب علم کیلئے اپنے گھروں سے نکلے ہیں رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ہے جو آدمی طلب علم کیلئے رخت سفر باندھتا ہے وہ اللہ کے راستے میں نکلتا ہے میری گفتگو کا عنوان ''وارثان علوم نبوت کی خدمت میں چند تجاویز'' ہیں۔ یہ تجاویز آپ کے علمی سفر میں مفید و معاون ہوں گی۔ ان شاء اللہ

ا۔ فضیلت علم کی معرفت: سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آپ لوگ اپنی قدر و منزلت اور بارگاہ الٰہی میں اپنا مقام و مرتبہ پہچانیں۔ امام ترمذیؒ نے اپنی جامع میں سیدنا انسؓ کے واسطے سے رسول رحمت ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ ''من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع'' [أخرجه الترمذی] ''جو شخص طلب علم کیلئے رخت سفر باندھتا ہے وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں رہتا ہے۔''

یاد رہے کہ طالب علم جس وقت اپنے گھر سے طلب علم کیلئے قدم باہر رکھتا ہے اسی وقت سے اس کا شمار فی سبیل اللہ میں ہوتا ہے اور جب تک وہ اپنے گھر میں لوٹ نہیں جاتا اس وقت تک وہ اس شرف سے مشرف رہتا ہے۔

طالب علم مجاہد فی سبیل اللہ کے درجے اور مرتبے کو کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اس کا جواب امام طیبیؒ نے اپنی کتاب شرح مشکوۃ المصابیح میں دیا ہے وہ رقمطراز ہیں کہ طالب علم کیلئے سفر کرنا دین اسلام کا احیاء، شیطان کی ذلت و ناکامی، نفس کی غذا اور خواہشات کی بیخ کنی ہے۔ باری تعالیٰ کا یہ بیان بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

﴿وما كان المؤمنون لينفروا كافةً فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون﴾ [التوبہ:۱۲۲] ''اور ایسے تو نہیں کہ سارے مسلمان نکل کھڑے ہوں، سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے، تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، اور واپس آنے پر اپنی قوم کو ڈرائیں، شاید کہ وہ ڈر جائیں۔''

باری تعالیٰ نے اہل ایمان کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے برسر پیکار مجاہدین کا مبارک گروہ۔

۲۔ فقاہت دین حنیف کیلئے مصروف عمل خوش قسمت جماعت۔

دونوں گروہ اپنے اپنے مشن کی تکمیل کیلئے مصروف عمل رہیں۔ حصول علم کیلئے کی جانے والی کوشش اور جدوجہد امام ابن القیمؒ اور امام طیبیؒ کے نزدیک بھی جہاد اکبر ہے۔ ایک دوسری روایت جسے امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے اس میں رسول عربی ﷺ کا فرمان عظیم ہے ''من سلك طريقاً يلتمس فيه علماً سهل الله به طريقاً الى الجنة'' ''جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے کوئی راستہ طے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔'' مذکورہ حدیث مبارکہ کے الفاظ ''سهل الله به طريقاً الى الجنة'' اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ کی تشریح و توضیح میں امام ابن حجرؒ رقمطراز ہیں:

سہل (آسان کر دیتے ہیں) سے مراد یہ ہے کہ باری تعالیٰ اس خوش نصیب کو ایسے اعمال صالحہ کی خصوصی توفیق مرحمت فرماتے ہیں۔ جس سے دخول جنت لازم آتا ہے۔

امام ابوداؤدؒ نے اپنی سنن میں سیدنا ابوالدرداءؓ کے واسطے سے رسول عربی کا فرمان نقل کیا ہے آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا: (وان الملائکة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم) ''بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضا مندی کیلئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔'' فرشتوں کے پر بچھانے سے کیا مراد ہے؟ حضرات محدثین رحمہم اللہ نے اس حدیث کے متعدد معانی بیان کیے ہیں جن میں سے اہم ترین معانی درج ذیل ہیں:

۱۔ فرشتے طالب علم کیلئے تواضع اختیار کرتے ہیں۔

۲۔ فرشتے اہل علم کی مجلس میں بیٹھتے ہیں۔

۳۔ فرشتے طالبان علوم نبوت کی معاونت و مساعدت کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔

۴۔ فرشتے طالب علم کیلئے دعا میں مصروف رہتے ہیں۔

۵۔ اہل علم کی مجالس پر فرشتوں کے پر سایہ فگن رہتے ہیں۔

۲۔ نعمت کی قدر دانی: علم شرعی کے دنیاوی و اخروی فضائل آپ نے ملاحظہ فرمائے اب اس نعمت الٰہی کی حفاظت کرنا آپ کا شرعی فریضہ ہے۔ اصطلاحاتِ جدیدہ کے نام پر امت کو خیر کثیر سے محروم کر[illegible] رسوم کوششیں کی جارہی ہیں۔ مدارس اسلامیہ کی ہیئت کو بدلنے اور نصاب تعلیم میں تبدیلی لانے کیلئے زر کثیر خرچ کیا جارہا ہے۔ آپ نے شرعی علم کے حصول کیلئے اس عظیم علمی دانشگاہ کا انتخاب کیا ہے لہٰذا اس عظیم علم کو چھوڑ کر صرف علوم عصریہ میں تخصص کے بارہ میں غور و فکر نہ کریں۔

باری تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أتستبدلون الذی هو أدنی بالذی هو خیر﴾ [سورۃ البقرۃ:۱۶] ''بہتر چیز کے بدلے ادنی چیز کیوں طلب کرتے ہو؟'' لہٰذا اس قیمتی متاع (علم شرعی) کو ترک کر کے یا اس کے اوقات میں کمی کر کے دیگر علوم کے حصول میں مشغول مت ہوں۔

۳۔ فضولیات سے اجتناب: تحصیل علم کے دوران فضولیات سے کلی طور پر اجتناب برتیں۔ ہر وہ قول، فعل جو آپ کیلئے حصول علم میں رکاوٹ بنے اس کو ترک کر دیں۔ ہمیشہ رسول عربی ﷺ کا یہ فرمان اپنے پیش نگاہ رکھیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: (من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه) [أخرجه الترمذی وقال حسن] ''انسان کے حسن اسلام میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کر دے جن کا کوئی فائدہ نہیں۔

''امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسلام کا مدار ہے۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ جب کسی بندے سے اعراض کرتے ہیں جو اس کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ اس بندے کو لایعنی اُمور میں مشغول کر دیتے ہیں۔''

جس آدمی سے رب تعالیٰ اعراض کرلے وہ تو دنیا وآخرت میں ناکام ونامراد ہوجاتا ہے۔

اسی طرح جو شخص فضول گفتگو کرتا ہے وہ صدق وسچائی سے محروم ہوجاتا ہے۔

۴۔ تحصیل علم میں جدوجہد: حصول علم میں حسب طاقت محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں کرتا۔ امام مالکؒ نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہا: ''اے طالب علم! تقویٰ کو اختیار کریں حد سے زیادہ سونے سے پرہیز کریں اور کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھائیں۔ زیادہ سونا اور کھانا دونوں چیزیں جدوجہد اور محنت شاقہ میں بنیادی رکاوٹ ہیں۔

۵۔ آداب: امام سفیان ثوریؒ نے چند ایک اہم آداب کا تذکرہ کیا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر آدمی علم کی منازل بآسانی طے کرسکتا ہے یہ آداب حسب ذیل ہیں:

الف: الاستماع: درس کو اچھی طرح توجہ کے ساتھ سننا۔

ب: الانصات: دورانِ سبق خاموشی اختیار کرنا۔

ج: الحفظ: مفوضہ درس کو اچھی طرح حفظ کرنا۔ طالب علم اور عام آدمی کے درمیان اصل فرق حفظ کا ہی ہے۔

د: العمل: جو علم حاصل کیا جائے، اس پر عمل کیا جائے۔

ھ: النشر: حاصل کردہ علم کو عوام الناس کے درمیان عام کرنا۔

و: استاذ کا احترام کرنا۔

سلف صالحین اپنے اساتذہ کا بے انتہا احترام کیا کرتے تھے جس کا اندازہ سیدنا ابن عباسؓ کے طرز عمل سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپؓ احادیث کو جمع کرتے وقت اپنے اساتذہ کے گھروں پر تشریف لے جاتے اگر دستک پر دروازہ کھل جاتا تو اس استاذ محترم سے حدیث لے کر واپس آجاتے۔ ایک دفعہ جمع احادیث کے سلسلہ میں ایک محدث کے گھر پر تشریف لے گئے جب سیدنا ابن عباسؓ کو معلوم ہوا کہ استاذ محترم آرام فرما رہے ہیں تو آپ خاموشی سے دہلیز پر سو گئے تاکہ استاذ محترم کے آرام میں خلل واقع نہ ہو۔ حصول علم کے آداب میں سے یہ بھی ہے

کہ آپ اپنے اساتذہ سے اچھے طریقے سے سوال کریں۔

یاد رکھیں! علم اگر خزانہ ہے تو اچھے طریقے سے سوال کرنا اس خزانے کی چابی ہے۔

۶۔علم برائے عمل: علم میں رسوخ حاصل کرنے کیلئے عمل انتہائی ضروری اُمر ہے۔علم کا حصول فقط برائے عمل ہونا چاہیے۔سیدنا ابو درداءؓ فرماتے ہیں: (**ویل للذی لا یعلم مرة وویل للذی یعلم ولا یعمل سبعة مرات**) ''جو شخص علم حاصل نہیں کرتا اس پر ایک دفعہ ہلاکت ہو اور جو علم کے باوجود عمل نہیں کرتا اس پر سات مرتبہ ہلاکت ہو۔امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں سیدنا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے دن رات میں بارہ رکعات (سنن رواتبہ) پڑھیں اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا۔'' اس حدیث کے تمام رواۃ مثلاً ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عیینہ بن ابی سفیان، عمرو بن اوس، نعمان بن سالم رضی اللہ عنہم وغیرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جب سے یہ حدیث سنی ہے ان رکعات کو ترک نہیں کیا۔

اسی طرح صحیح مسلم میں ہی ایک روایت ہے کہ سیدنا یسارؒ فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانیؒ کے ساتھ جا رہا تھا ان کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا تو انہوں نے ان کو سلام کہا اور ثابت بنانیؒ نے حدیث بیان کی کہ وہ سیدنا انسؓ کے ساتھ جا رہے تھے کہ ان کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا تو سیدنا انسؓ نے بچوں کو سلام کیا اور پھر سیدنا انسؓ نے حدیث بیان کی کہ وہ رسول رحمت ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے جب آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا۔اس واقعہ سے ہمیں علم پر عمل کرنے میں سلف کے طریق کار کا علم ہوتا ہے۔

۷۔باہمی تعاون: دوران تعلیم اپنے ساتھیوں کے ساتھ علمی تعاون کریں۔اسباق میں کمزور طلباء کے ساتھ مراجعہ و مطالعہ کریں۔ان کو سبق یاد کروائیں کسی بھی قسم کی غلطی پر اس کو نصیحت کریں اور نیکی کا اچھے طریقے سے حکم دیں۔اگر آپ اپنے ساتھی میں کسی قسم کی برائی دیکھیں تو فوراً اس کو اس برائی سے روکیں۔رسول مکرم ﷺ کی اس عظیم خوشخبری کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (**واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیه**) [مسلم، کتاب الذکر والدعاء] ''اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں (رہتا) ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں (رہتا) ہے۔'' اسی طرح رسول عربی ﷺ کا دوسرا فرمان بھی سماعت فرمائیں۔(**ان من أمتی قوماً یعطون مثل أجور أولهم، ینکرون المنکر**) [مسند احمد ۴/۶۲] ''بے شک میری امت میں کچھ ایسے افراد بھی ہوں گے جنہیں پہلے لوگوں کا سا اجر دیا جائے گا وہ، وہ ہوں گے جو برائی کو برا سمجھ کر اس سے روکیں گے۔'' اسی لئے ہمیشہ اپنے طالب علم بھائی کی ہر ممکن طریقے سے مدد کرتے رہیں۔

۸۔ادائے فریضہ: آپ تعطیلات کے دوران یا بعد از فراغت جب بھی اپنے گھروں کی طرف عازم سفر ہوں تو اپنے اہل وعیال، برادری اور محلے والوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروائیں کونکہ حصول علم کا بنیادی مقصد ہی دعوت وتبلیغ ہے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ربیعہ قبیلے کا ایک وفد آیا انہوں نے آپؐ سے گزارش کی کہ آپ ہمیں دین کے اوامر بتلائیں تا کہ ہم اپنے پیچھے قبیلے والوں کو ان سے متعلق آگاہی فراہم کریں اور (اس عمل کے عوض) ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔

تو اس حدیث سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ دعوت دین دخول جنت کا بنیادی سبب ہے۔

۹۔تشکر: حصول علم میں فائدہ دینے والی چیزوں میں ایک چیز محسنین کا شکریہ ادا کرنا بھی ہے۔ فرمان رسول عربی ﷺ ہے: (لایشکر الله من لا یشکر الناس) [أبوداوُد:۴۸۱۱] ''جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔'' لہٰذا اس جامعہ کی انتظامیہ، اس کے ساتھ مالی تعاون کرنے والے محسنین بالخصوص بانی جامعہ اور میرے عظیم دوست پروفیسر محمد ظفر اللہؒ آپ کے شکریے کے خصوصی مستحق ہیں ان کیلئے ہمیشہ دعا گو رہیں۔ یقیناً باری تعالیٰ اس نیکی کے بدلے میں آپ لوگوں کیلئے حصول علم کو مزید آسان کر دے گا۔

۱۰۔اخلاص نیت: میری گفتگو اور تجاویز کا آخری جزء اخلاص کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ بڑے سے بڑا عمل اگر اخلاص سے خالی ہو تو وہ بارگاہ الٰہی میں رائی کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول عربی ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ان الله لا یقبل من العمل الا ما کان خالصاً وابتغی به وجهه) ''باری تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو کہ خالص رضائے الٰہی کے حصول کیلئے ہو۔''

اس طرح سنن ابن ماجہ میں سیدنا جابرؓ کے واسطے سے رسول معظم ﷺ کا فرمان منقول ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا: (لاتعلموا العلم لتباهوا به العلماء ولا لتماروا به السفهاء ولا تخیروا به المجالس فمن فعل ذلک فالنار و النار) علم کو (۱) علماء پر فخر کرنے۔ (۲) نادانوں کے سامنے شیخی بگاڑنے۔ (۳) اور مجالس میں عزت ووقار حاصل کرنے کیلئے نہ سیکھو ایسا کرنے والے کا ٹھکانہ آگ ہے آگ ہے۔''

عزیز طلبائے کرام! مذکورہ بالا تجاویز پر کاربند رہیں ان شاء اللہ علم میں رسوخ، عمل میں لذت اور دونوں جہانوں میں کامیابی آپ کے مقدر میں لکھ دی جائے گی۔

میں باری تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ رب رحیم سب سے پہلے مجھے اور آپ سب لوگوں کو ان باتوں پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین (بشکریہ:''اُسوۂ حسنہ'' کراچی اپریل 2011ء)